www.emarsiya.com

بیبیاں تو یہی کہتی تھیں نہ مانگو رخصت — دو رضا رن کی مجھے تھا یہ سخن دولھا کا
ماں یہ سمجھاتی تھی دولھا ہو نہ جاؤ رن کو — لوگ دیکھیں گے یہ کیسا ہے چلن دولھا کا
پھولوں کا گہنا نہ راس آیا بنے قاسمؑ کو — مثلِ گل ہوگیا سو ٹکڑے بدن دولھا کا
تازہ غم قاسمؑ و کبرا کا مجھے ہوتا ہے
بحرؔ سنتا ہوں جو میں ذکر دلھن دولھا کا

بحرؔ لکھنوی کے شاگرد بہت تھے، خاصی تعداد صاحبِ دیوان شعرا کی ہے، اُن کے مشہور شاگردوں میں امداد حسین صفیرؔ فرخ آبادی، مرزا علی جان شفقؔ، میر عسکری سالمؔ، رام چرن گردابؔ، مرزا محمد بیگ تحیرؔ، میر عباس علی شادؔ، حکیم محمد رضا اشراق، مولوی سید غلام حسین قدرؔ بلگرامی کا کلام دستیاب ہے، ان شعرا میں چند مرثیہ نگار کی حیثیت سے بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

بحرؔ لکھنوی کا غیر مطبوعہ مرثیہ

۱
جب آفتابِ عیدِ شہادت عیاں ہوا — اور بے چراغ فاطمہؑ کا خانداں ہوا
شہزادۂ جبرئیل رن کو رواں ہوا — جنگل میں بوستانِ حسینی خزاں ہوا
غل تھا کہ باغیوں نے یہ کیسا ستم کیا
کیسی جگہ نبیؐ کے چمن کو قلم کیا

۲
تھی عید سب شہید قضا کے گلے ملے — اور خنجرِ ستم شہدا کے گلے ملے
اصغرؑ بھی جب کہ تیر جفا کے گلے ملے — جا کر حسینؑ آلِ عبا کے گلے ملے
دیکھا کہ بیویں غش میں ہیں پیاروں سے چھوٹ کر
جیسے گرے زمین پہ تسبیح ٹوٹ کر

www.emarsiya.com

۳
فرزند کے قلق سے کوئی ماں بنی نوحہ زن — بھائی کو اپنے پیٹ رہی تھی کوئی بہن
بابا کو رو رہا ہے کوئی طفلِ خستہ تن — گھونگھٹ میں نتھ اُتار رہی ہے کوئی دلہن
شرمندہ ایک ایک سے ہونے لگے حسینؑ
منھ ہر طرف سے پھیر کے رونے لگے حسینؑ

۴
آئے قریبِ مسندِ پیغمبرِ خدا — سوچا کیے کھڑے ہوئے کچھ شاہِ کربلا
آخر اُتارا سر سے عمامہ رسولؐ کا — چوما اور اُس کو تکیے پہ مسند کے رکھ لیا
کھولا کمر سے جب کہ کمر بندِ مرتضیٰؑ
رویا کمر پکڑ کے جگر بندِ مرتضیٰؑ

۵
پھر سب لہو پڑے ہوئے کپڑے اُتار کے — مسند پہ اپنی نانا کے رکھے سنوار کے
ہوش اور ہی اُڑے حرم بے قرار کے — پر چپ تھے رونے سے شہِ نامدار کے
حیرت تھی کیوں لباس اُتارا حسینؑ نے
اب قصد کیا کیا ہے شہِ مشرقین نے

۶
کہنے لگی یہ بانو سے ہمشیرِ شاہِ دیں — محرم ہے تو حسینؑ کی اے بیکس و حزیں
جا دیکھ کوئی تیر کلیجے میں تو نہیں — وہ بولی اب فلک نظر آتی ہے یہ زمیں
دیکھوں گی کیا میں زخم امامِ غیور کا
آنکھوں کا نور لے گیا اکبرؑ حضور کا

۷
گھبرا کے فضہ دوڑی سوئے شاہِ حق شناس — اور دیکھا پشت و سینہ کو پھر پھر کے آس پاس
پوچھا خوزادے تم نے اُتارا ہے کیوں لباس — ہے ہے بتاؤ جلد کہ زینبؑ ہیں بے حواس
باراں ہے رن میں تیروں کا بچنے کی جا نہیں
ہے ہے جگر میں تو کوئی ناوک لگا نہیں

www.emarsiya.com

شہ بولے تیر تو نہیں نیزہ جگر میں ہے — اکبرؔ کے دل کا گھاؤ ہماری نظر میں ہے
کہہ دے بہن سے بھائی خیالِ سفر میں ہے — ۸ منزل پہ کارواں گیا شبیرؔ گھر میں ہے
فرمائش اک کروں گا تمہیں سے بلاؤں گا
اب رن کو جاؤں گا تو کبھی پھر نہ آؤں گا

زینبؑ بھی تھی قریب سُنا شہ کا یہ کلام — گھبرا کے سوچنے لگی دل میں وہ تشنہ کام
فرمائش اور کیا ہے، کہیں گے یہی امام — ۹ مرنے کو جاتا ہوں مرے بچوں کا ہاتھ تھام
سب مر چکے، حسینؑ کی اب موت آئی ہے
ہے ہے میں اب بھی مر نہیں جاتی دہائی ہے

ناگہ بہن کو حکم شہ کربلا ہوا — دیکھو تبرکات میں ہوگا دھرا ہوا
زینبؑ لباس لاؤ پرانا پھٹا ہوا — ۱۰ وہ بولی ہائے بھائی یہ ارشاد کیا ہوا
کہنہ لباس حضرتِ شبیرؔ پہنیں گے
روکر کہا حسینؑ نے ، ہمشیر پہنیں گے

منظور ہے کہ رختِ کہن ہو کفن مرا — ہے شرم کی جگہ جو برہنہ ہو تن مرا
بے رحم بعدِ ذبح نہ لیں پیرہن مرا — ۱۱ مطلب تو یہ ہے، آگے مقدر بہن مرا
کوئی پھٹا لباس کہیں لوٹتا نہیں
پر میں ہوں اُن کے بس میں کہ جن کو حیا نہیں

یا تو حرم خموش کھڑے تھے بحالِ یاس — یا اس بیاں کو سُنتے ہی دوڑے وہ بے حواس
گھبرا کے پھر رہی تھی بہن شہ کے آس پاس — ۱۲ کہتی تھی وہ اُتارا ہے اس واسطے لباس
پیشِ خدا لباسِ فقیری سے جائیں گے
کپڑے پھٹے پہن کے گلے کو کٹائیں گے

www.emarsiya.com

بہرِ مدد کسی نے ندا دی رسولؐ کو — کوئی حسنؑ کو ، کوئی پکاری بتولؑ کو
۱۳ غش آ گیا قلق سے کسی دلِ ملول کو — اک سونگھتی تھی پیار سے زہراؑ کے پھول کو
اکبرؑ کا نام لے کے کوئی تلملاتی تھی
عباسؑ کو فرات سے کوئی بلاتی تھی

چلّا رہی تھی کوئی کہ احسان کیجیے — مشکل پڑی ہے یا علیؑ آسان کیجیے
۱۴ بے وارثوں کی وارثی اس آن کیجیے — ہم سب کو اپنے لعل پہ قربان کیجیے
در در نہ ہوں حسینؑ کے آگے حرم مریں
مظلومِ کربلا کی بلا لے کے ہم مریں

زینبؑ سے بانو کہتی تھی لونڈی ترے فدا — کپڑے پھٹے نہ لا میرا رنڈ سالہ جلد لا
۱۵ اے دخترِ علیؑ مری نتھ چوڑیاں بڑھا — آخر ہوا سہاگ رنڈاپا گلے پڑا
حاضر ہے جان بدلے شہِ مشرقین کے
بیوہ بنا کے گرد پھراؤ حسینؑ کے

ناگاہ لائی رختِ کہن بنتِ مرتضیٰ — بھائی کو دے کے منہ پہ لیا گوشہ ردا
۱۶ استادہ قبلہ رو ہوئے مظلومِ کربلا — دیکھا جو کھول کر تو بہت وہ پھٹا تھا
حضرت نے اور چاک وہ رختِ کہن کیا
پھر جلد شوقِ مرگ میں زیبِ بدن کیا

پہنے تھے چار جامہ نیا شاہِ بے وطن — اس کو بھی پرزے پرزے کیا ہائے ذوالمنن
۱۷ بھائی کی شان دیکھ کے رونے لگی بہن — مڑ کر سوئے بقیعہ پکاری وہ خستہ تن
ہم سب عزیز مردہ عزادار بن چکے
لو اماں بھائی جان کفن بھی پہن چکے

www.emarsiya.com

تشریف لائیے کہ یہ وقت اخیر ہے پہچانیئے یہ کون بلا میں اسیر ہے
۱۸
بے بے یہ جانشینِ جنابِ امیرؑ ہے سرتاج اہلِ بیتِ رسولؐ قدیر ہے
سلطانِ دوجہاں کی امیری کو دیکھئے
پہنے ہوئے لباسِ فقیری کو دیکھئے

شہؑ نے کہا خموش مری بے وطن بہن بلتا ہے جس سے عرش وہ ہیں یہ سخن بہن
۱۹
تم پیٹتی ہو دیکھ کے رخت کہن بہن میں تو وہ ہوں جسے نہ ملے گا کفن بہن
لیکن کفن کا غم ہے نہ سر کی جدائی کا
ناسور ہے جگر میں مری بے ردائی کا

زینبؑ پکاری کاش بہن بے ردا پھرے پر آپ کے گلے پہ نہ تیغِ جفا پھرے
۲۰
شہؑ نے کہا خدا نہ کرے جو قضا پھرے دربار ذوالجلال سے محضر مرا پھر
لو زینبؑ الوداع سنبھالو سکینہؑ کو
ماتم کرو حسینؑ کا پالو سکینہؑ کو

پٹکا علیؑ کا اُس نے اٹھایا بہ اشک و آہ اور باندھنے لگی وہ کمر پھر کے گرد شاہ
۲۱
ناگاہ یوں گری کہ بلا صحنِ خیمہ گاہ چلائی بھائی تم نے بھی کی اس گھڑی نگاہ
پہلو پکڑ کے اٹھتی ہیں اور اٹھ کے گرتی ہیں
سر ننگے فاطمہؑ بھی مرے ساتھ پھرتی ہیں

القصہ شہؑ نے زیبِ کمر ذوالفقار کی باندھی سپر بھی حمزۂ عالی وقار کی
۲۲
حسرت سے چار آئینے پہ آنکھ چار کی مختارِ جزوکل نے قضا اختیار کی
ہستی نے دی ندا کہ ہے باری حضور کی
بولی قضا کہ لاؤ سواری حضور کی

www.emarsiya.com

دیکھا جو بانو نے کہ شہِ بحر و بر چلے دامن پکڑ لیا کہ یہ کیا مجھ سے کر چلے
۲۳
صاحب کدھر چلے مرے والی کدھر چلے ٹھہرو حسینؑ ٹھہرو کہ سب لوگ مر چلے
ناکام و نامراد ملول و حزیں رہے
اکبرؑ کے پاس آپ چلے ہم یونہیں رہے

سب کو وداع شاہ نے بار دگر کیا - روزِ وغا فرس کو غیرتِ تیغ قمر کیا
۲۴
گویا زبانِ حق نے دہن میں گزر کیا غنچے کے دل میں گلشن قدرت نے گھر کیا
انگشتریٔ دیں کے جلال آشکار تھے
شبیر اسم اعظم پروردگار تھے

آتا ہے کون یہ کہ زمیں سے ہے رن جدا سینے سے دل جدا ہیں سروں سے بدن جدا
۲۵
بھولے ہیں راہ شیر جدا اور ہرن جدا غل ہے حرم میں ہو گئے بھائی بہن جدا
زینبؑ پھری ہے خیمے میں سر کھولتی ہوئی
آئی ہے موت پیشِ نگہ بولتی ہوئی

آگے جلو میں خاک بسر روحِ بوترابؑ پیچھے رسولؐ زادیٔ کونین بے نقاب
۲۶
دہنے کو دوستوں کے لئے لشکر ثواب بائیں دشمنوں کے لئے مجمع عذاب
مظلومیت کا چہرہ اور اس پہ نور ہے
رحمت ہے پاس پاس غضب دُور دُور ہے

بر میں نبی کا جامۂ عنبر شمامہ ہے پر عرق عطرِ شہیداں وہ جامہ ہے طرۃ
۲۷
جوڑا شہانہ اور گلابی عمامہ ہے شہید ہونے کا اقرار نامہ ہے
مثلِ رفیق شملوں کے گوشے چُھٹے ہوئے
گھر کی طرح امیدوں کے گلشن لٹے ہوئے

www.emarsiya.com

ہے تاج افسر شہ لولاک فرق پر — یہ سر ہے زیب تاج تو وہ تاج زیب سر
۲۸
محتاج تاج کا نہیں سلطان بحر و بر — سرتاج خود یہ خضر و سکندر کے ہیں مگر

دیتے ہیں سر رضائے الٰہی کے واسطے

رکھا ہے سر پہ تاج گواہی کے واسطے

آنکھوں سے عین رعب علی آشکار ہے — گلگونہ کربلا کی زمیں کا غبار ہے
۲۹
سایہ پلک کا سر پہ دنبالہ دار ہے — چہرہ دمِ اخیر گل نوبہار ہے

یوں خوش چلے ہیں باغ شہادت کی دید کو

جیسے نبیؐ کے سامنے آئے تھے عید کو

کیا عصمت و جلال امام کریم ہے — لشکر سواد آیۂ ذبح عظیم ہے
۳۰
زہرہ کا زہرا آب ہے جوزا دونیم ہے — بنی بطن میں صدف کے گہر دُریتیم ہے

غل ہے کہ دم کی آمد و شد اب محال ہے

ہاں آمد سر آمد اہل جلال ہے

ہے بس کہ آمد شہ والا کی دھوم دھام — باندھے پرا کھڑے ہیں ملائک پئے سلام
۳۱
حاضر ہیں فلک بہرِ اہتمام — جنّات کا ہجوم ہے پریوں کا اژدہام

میکال تھامے ہیں گوشہ داماں حسینؑ کا

پلکوں سے ہے جبرئیل مگس راں حسینؑ کا

کونین دبدبے سے خبردار ہو گئے — عرشی فرشتے غاشیہ بردار ہو گئے
۳۲
ذرّے نگاہِ مہر سے زردار ہو گئے — نقشِ قدم زمیں کے سردار ہو گئے

جتنا حشم خدم تھا خدا کی جناب میں

آیا وہ سید الشہدا کی رکاب میں

www.emarsiya.com

جادو سے زور الگ ہے دعا سے اثر جدا | پتھر سے لعل دور صدف سے گہر جدا
۳۳
آہو سے ناف، نافے سے ہے مشک تر جدا | روباہ سے بیر شیر سے ہے شور و شر جدا

پاس ادب امام کا سب کو ضرور ہے
شیشے سے بادہ، بادہ سے پیمانہ دور ہے

محصول جرأ شہ دیں ہے جدا جدا | قبلہ سے سجدہ کعبہ سے حج کوہ سے صفا
۳۴
قرآن سے خلاصہ اور ایمان سے حیا | روزوں سے روزہ شب سے مناجات اور دعا

نکہت جناں سے تازگی آب حیات سے
احسنت ہے صَلِ علیٰ کا ممات سے

ہے لام و دال سے لب و دنداں کے آشکار | لب ہیں کہ لب دومہ نو بار بار
۳۵
پیدا ہوئے ہیں شمس سے دُر و لعل بے شمار | دنداں ہیں یا صفیں ہیں ستاروں کی ہمکنار

دیکھے عجب نجوم دہان حباب میں
یوسف نے یہ ستارے نہ دیکھے تھے خواب میں

بازار قدر آب بقا ہے ذقن سے سرد | پانی کے آگے جیسے تیمم کا حکم گرد
۳۶
رنگ خضر ہے خضر خطا زرد | یہ خضر گوشہ گیر ہے وہ خضر کوچہ گرد

ناگفتہ بہ لبوں کی ثنائے شنیدہ ہے
اک بات میں مسیح پردہ دریدہ ہے

مولا بہار سبزہ خط جب دکھاتے ہیں | آئینہ کو یہ طور سے سدرہ بناتے ہیں
۳۷
غائب کو آئینے میں عدم سے ملاتے ہیں | کیسا ملانا مردے کو فوراً جلاتے ہیں

گہ عکس روبرو ہے گہے شرم خوردہ ہے
دیکھیں تو زندہ ہے جو نہ دیکھیں تو مُردہ ہے

www.emarsiya.com

مذہب میں اپنے سجدہ ہے پیشِ قدِ امام
بے یادِ قامت شہِ دیں ہے اذاں حرام
۳۸
اب تک ہیں اس امام کے ماتم میں خاص و عام
زانوں پہ ہاتھ مارتے ہیں پھیر کر سلام
آتا ہے سب کو حیف کہ امت نے کیا کیا
سجدے میں سر امام کا تن سے جدا کیا

چار آئینہ وہ قلعہ ہے جس سے دمِ وغا
ہے دور مثلِ قلعہ بیرون در بلا
۳۹
پر یہ شرف حصارِ وضو کو فقط ملا
چار آئینہ نہیں ہے یہ اعضا کی ہے ضیا
میرے امام کو نہیں درکار آئینہ
ہیں حصار واجبِ وضو چار آئینہ

خوشبو ہے ذوالجناح کے کاکل سے یہ غبار
دہشت سے مشک خشک ہے عنبر ہے شرمسار
۴۰
ہر نافۂ تتار کا پردہ ہے تار تار!!!
ہنس کر خزاں پکارتی ہے آئی وہ بہار
چلاّ رہی ہے فوج یہ موجِ نسیم کی
آمد ہے سروِ باغِ رسولِ کریم کی

افسر جو ہیں انہیں سروتن کی خبر نہیں
جز نقشۂ اجل کوئی پیشِ نظر نہیں
۴۱
دل کانپتا ہے کہتے ہیں پاس جگر نہیں
بچ جائے نقدِ جاں ہوسِ سیم و زر نہیں
بازار ناریوں کی شرارت کا سرد ہے
بے قرب شمع اشرفی رنگ زرد ہے

اک آن میں صفوں پہ ہزار انقلاب آئے
شبنم کی کیا بساط ہے جب آفتاب آئے
۴۲
غل پڑ گیا جنابِ جلالت مآب آئے
مولائے عرش منزل و گردوں جناب آئے
دل بہرِ پیشوائی تیغ دو دم چلے
سر اُن کی گردنوں سے مثالِ قدم چلے

www.emarsiya.com

ڈر ڈر کے سارے بانیٔ جور و ستم جھکے سرگرد ہائے شام کے سرتا قدم جھکے
یاں صف جھکی اُدھر کو برابر علم جھکے ۴۳ نخوت میں تھے جو فرد مثال قدم جھکے
سہراب و زال گنجِ لحد میں اُچھل پڑے
شیروں کے سینے پھٹ کے کلیجے نکل پڑے

اور تیغ کی تو ملکِ جناں میں دوہائی ہے قطعِ دلیلِ کفر کی خاطر یہ آئی ہے
جوہر نے آب تیغ کو بیڑی پہنائی ہے ۴۴ ورنہ ابھی تو کون و مکاں کی صفائی ہے
کلکِ قضا و تیغِ علیؑ ایک بیت ہے
یہ بیت مطلعِ شرفِ اہلبیتؑ ہے

کنبہ سپر کے جسم میں حیران ہیں بشر دیتی تھی یہ خبر کہ حسینؑ اس کا ہے سر
ڈھونڈو تو اک پر نہیں اور نام ہے سپر ۴۵ کاٹے ہیں جس کی تیغ نے جبرئیل کے سہ پر
مطلب ہے یہ سپر کا تو سب کو پسند ہے
انگشتِ نیزہ بہرِ گواہی بلند ہے

مانند عمر طے کیا مقتل کی راہ کو صادق نے نورِ صبح دیا وعدہ گاہ کو
تیار اپنے قتل پہ پایا سپاہ کو ۴۶ ہادی نے دی ندا عمرِ روسیاہ کو
اب تک ترے لئے بھی ہے توبہ کا در کھلا
پھر کچھ نہ ہوگا جب مری اماں کا سر کھلا

کیوں ذبح کرتے ہو میں خدا کا خلیل ہوں باطل کی تو سند ہے میں حق کی دلیل ہوں
بے پر ہوں پر میں زور پر جبرئیل ہوں ۴۷ بے گھر نہ جان ساکنِ عرشِ جلیل ہوں
دنیا اگرچہ قبضۂ اہلِ دول میں ہے
واللہ ملکِ غیب ہمارے عمل میں ہے

www.emarsiya.com

۴۸
چالیس آفتاب ہیں اس شمس کے سوا اور اک سے اک میں فرق ہے چالیس سال کا
آباد اُن کے بیچ میں ہے خلقِ کبریا شیطاں سے مطلع ہیں نہ آدم سے آشنا
ایسے رجوعِ قلب سے وہ محوِ رب ہوئے
یہ بھی خبر نہیں ہے کہ مخلوق کب ہوئے

۴۹
بولا عمر وہ کون ہے کیا اُن کے نام ہیں ہنس کر حسینؑ بولے ہمارے غلام ہیں
ہم اُن کے مقتدا ہیں ہم اُن کے امام ہیں شرعِ نبیؐ پہ اُن کے عمل صبح و شام ہیں
تسبیحِ فاطمہؑ ہے خدا کی نماز ہے
اعدا سے احتراز ہے ہم سے نیاز ہے

۵۰
جو کچھ ہمیں خبر ہے کسی کو خبر نہیں یہ کوچے وہ ہیں جس میں خضر کا گزر نہیں
یہ روز وہ ہیں جن سے کہ آگہ سحر نہیں یہ ماہ وہ ہیں جن سے کہ واقف قمر نہیں
ناچار ہوں پہ چارہ گر اہلِ رنج ہوں
نادار ہوں پہ علمِ الٰہی کا گنج ہوں

۵۱
منبر ہے عرش واعظِ ہفت آسماں میں ہوں خطبہ ہے شرع قاضیِ ہر انس و جاں میں ہوں
مسند ہے کعبہ مفتیِ کون و مکاں میں ہوں کشور ہے دین حاکمِ ہر دو جہاں میں ہوں
میوہ ہے میرا گلشنِ جنّت میں باغ ہوں
پروانہ جبرئیل ہے اور میں چراغ ہوں

۵۲
قرآں کا باطن ہوں خلفِ انزع البطین فخرِ جہاں امامِ شریعت پناہِ دیں
قائم مقام قاعدِ غُرّ المحجّلین آرام بخش جمع تسلّی دوربیں
ہم نے بلند معجزوں کی قدر کو کیا
شق بدر کو شکنِ صفِ بدر کو کیا

www.emarsiya.com

چاہیں تو ہم زمیں کو ابھی آسماں کریں　　اعجاز انبیائے سلف کو عیاں کریں
۵۳
عیسیٰ صفت رواں تنِ بے جاں میں جاں کریں　　مثلِ خلیل نار کو باغ جناں کریں
موسیٰ کی طرح ساحروں کو پست کرتے ہیں
ہم اژدہا عصا کو سر دست کرتے ہیں

غصے سے گر ہماری جبیں پر شکن پڑے　　پھر سر پہ سر بدن پہ بدن، رن پہ رن پڑے
۵۴
رن سے تمہیں بھی بے گرہ کے کچھ بھی نہ بن پڑے　　روکیں سپر جو رُخ پہ تو سورج گہن پڑے
گردوں گرے چڑھائیں اگر آستین کو
ہم آستیں کی طرح اُلٹ دیں زمین کو

جس کی زمیں فلک ہے میں وہ آسمان ہوں　　ذرّوں پہ مہر، مہر پہ میں مہربان ہوں
۵۵
قرآن کا جو دل ہے میں اس دل کی جان ہوں　　ہیں خشک لب حبیب خدا کی زبان ہوں
دل ہوں علیؑ کا کڑھتا ہوں خلقت کے واسطے
چشم نبیؐ ہوں روتا ہوں اُمت کے واسطے

پیاسا ہوں پر میں خضر بھی آبِ بقا بھی ہوں　　ہم سایہ بھی ہوں سایہ ربّ العلا بھی ہوں
۵۶
ہمراہ بھی خدا کے ہوں راہِ خدا بھی ہوں　　راہِ خدا بھی ہوں بخدا رہنما بھی ہوں
حرزِ گلوئے عیسیٰؑ عالی وقار ہوں
کُل کی دوا ہوں حکمتِ پروردگار ہوں

پسپا ہوئے عجم میں عرب جا کے چند بار　　جب ہم گئے تو فتح ہوئی صاف آشکار
۵۷
چلتی تھی مثل راہ کٹی فوج نابکار　　راہِ جہاد میں قدم اپنے ہیں ذوالفقار
بنیاد ہم نے شہروں میں ڈالی ہے دین کی
نقشِ قدم ہمارا سپر ہے زمین کی

www.emarsiya.com

نور اپنا ہوگا جبکہ جزو کُل نہ ہوئینگے ہم وہ چراغ ہیں کہ کبھی گُل نہ ہوئینگے
مر کر بھی کم ہمارے تجمل نہ ہوئینگے ۵۸ باغ اپنا ہوگا جب گل و بلبل نہ ہوئینگے

دن ہو کہ رات خلق پہ سرگرم مہر ہیں
جس کو کبھی زوال نہیں ہم وہ مہر ہیں

کوثر کی آبرو ہوں میں رضواں کی آبرو رضواں کی آبرو ہوں میں سلماں کی آبرو
سلماں کی آبرو ہوں میں ایماں کی آبرو ۵۹ ایماں کی آبرو ہوں میں قرآں کی آبرو

قران کی آبرو ہوں میں آدم کا فخر ہوں
آدم کا فخر ہوں میں دو عالم کا فخر ہوں

سلماں کی آبرو ہوں میں بوذر کی آبرو کوثر کی آبرو ہوں میں منبر کی آبرو
بوذر کی آبرو ہوں میں کوثر کی آبرو ۶۰ منبر کی آبرو ہوں میں لشکر کی آبرو

لشکر کی آبرو ہوں میں عالم کا فخر ہوں
عالم کا فخر ہوں تو آدم کا فخر ہوں

آدم کا فخر ہوں میں کہ عالی وقار ہوں عالی وقار ہوں کہ میں حق پر نثار ہوں
حق پر نثار ہوں کہ میں طاعت گزار ہوں ۶۱ طاعت گزار ہوں میں کہ الفت شعار ہوں

الفت شعار ہوں میں کہ عاشق خدا کا ہوں
عاشق خدا کا ہوں کہ میں دل مصطفےٰ کا ہوں

دل مصطفےٰ کا ہوں کہ میں نور الہ ہوں نور الہ ہوں کہ میں زہرا کا ماہ ہوں
زہرا کا ماہ ہوں شہ انجم سپاہ ہوں ۶۲ انجم سپاہ ہوں کہ میں شاہوں کا شاہ ہوں

شاہوں کا شاہ ہوں میں کہ کل کا امیر ہوں
کل کا امیر ہوں میں علیؑ کا وزیر ہوں

www.emarsiya.com

۶۳

برجوں کو اپنی مہر سے شمس و قمر ملے — دریا کو اپنی چاہ سے لعل و گہر ملے
بے پر نے مس کیا جو ہمیں بال و پر ملے — فطرس کے ذہن تھے نہ یہ رتبے تھے پر ملے
اس رتبے کا اُس پہ فقط خاتمہ ہوا
آزاد کردۂ پسرِ فاطمہؑ ہوا

۶۴

دریا کو تم نے چھین لیا میں نے کچھ کہا — پانی دکھا دکھا کے پیا میں نے کچھ کہا
داغ اکبر جواں کا دیا میں نے کچھ کہا — مرے بے زباں کو قتل کیا میں نے کچھ کہا
صابر ہوں بے دیار ہوں میں کینہ ور نہیں
یارو مرے مزاج میں واللہ شر نہیں

۶۵

دیکھو تو کون ہے یہ اسیر غم و محن — اپنا امام اپنا نبی زادہ بے وطن
باقی رہا ہے پانچ تنوں میں اب ایک تن — رونے کی جا ہے حال مرا تم ہو خندہ زن
ڈرتے ہو قہر حق سے نہ آہ بتولؑ سے
اللہ ایسے پھر گئے آل رسولؐ سے

۶۶

اب بھی کہو تو جاؤں وطن کو مع حرم — لے لو قسم جو حجرے سے باہر رکھوں قدم
رہنا جو گھر کا شاق ہو اے بانیٔ ستم — جاروب دیں تمہارے نبی کی لحد پہ ہم
وہاں کی مجاوری بھی اگر ناگوار ہو
راہی دیار ہند کو یہ بے دیار ہو

۶۷

دشوار یہ بھی ہو تو بھلا پھر کہاں رہیں — مرضی جہاں تمہاری ہو کہہ دو وہاں رہیں
جنگل میں مثل خضر نظر سے نہاں رہیں — پیاسوں کے غم میں نہروں پہ تشنہ وہاں رہیں
گر یہ نہیں پہاڑ پہ جا کر مقیم ہوں
غربت میں جانشینِ جناب کلیم ہوں

www.emarsiya.com

گر بود و باش ہند کی بھی ہوئے ناگوار   ایک غار کھود کر میں رہوں درمیان غار
اصحاب کہف کا میں کروں طور اختیار   ٦٨   کتبہ ہو سنگ فرش زمیں پیرہن غبار
پوچھے اگر یزید کو سیّد کدھر گیا
کہنا جوان بیٹے کے مرنے سے مرگیا

کیا اس کا ذبح جس کو کہ اپنی خبر نہیں   بازوؤں میں جگر نہیں نور نظر نہیں
جز آہ و واہ قبضے میں تیغ و سپر نہیں   ٦٩   بیٹا ایک بیمار ہے رہنے کو گھر نہیں
ممکن نہیں کہ خلق کو وہ بے وطن ملے
تو جان لے کہ خاک میں اب پنجتن ملے

سُن کر کلام سیّد معجز کلام کا   مانند صبح فق ہوا رنگ اہل شام کا
دیکھا عمر نے قلب بھرا خاص و عام کا   ٧٠   نعرہ کیا کہ سحر ہے یہ بھی امام کا
کس کس کے خون صبح سے اب تک نہ ہو چکے
دنیا نہ کھوؤ دولت ایماں تو کھو چکے

سب پھر پڑے سقر کو، رہِ توبہ چھوڑ کر   باندھی کمر نماز ندامت کی توڑ کر
تیغیں کھڑی ہوئیں، رخ انصاف موڑ کر   ٧١   انگڑائیاں کماں نے لیں، ہاتھ جوڑ کر
غل تھا قبول اب نہیں کوئی سخن ہمیں
مدّنظر ہے خاتمۂ پنجتن ہمیں

یہاں بھی ہلے نیام میں لب ذوالفقار کے   پہلے پڑھا دُرود ادب سے پکار کے
اور عرض کی یہ سب ہیں ہوا خواہ نار کے   ٧٢   جوہر یہ جانے کیا گہر آب دار کے
تیغ زباں کے اس کو نہ جوہر دکھائیے
جوہر زبانِ تیغ کے بڑھ کر دکھائیے

مقبول یہ گزارش تیغِ دوسر ہوئی   پر دست بوس فتح سے پہلے ظفر ہوئی
کھنچتے ہی گرم تیغِ دودم اس قدر ہوئی ۷۳   سورج پکار اٹھا کہ لو اب دوپہر ہوئی
تھی تاب شہ کے پنجے میں اُس شعلہ تاب کی
بُرج اسد میں جیسے تپش آفتاب کی

کی جست وخیز رخش نے ہلتے ہی باگ کے   جیسے سپند اُچھلتا ہے شعلے پہ آگ کے
دریا میں فتنہ ڈوب مراران سے بھاگ کے ۷۴   کیسے نصیب خواب پریشاں تھا جاگ کے
دیکھو فلک پہ اختر تاباں نکل پڑے
ہیبت سے پیرِ چرخ کے دنداں نکل پڑے

تازی کو تازیانہ ہر اک تار رگ ہوا   سایہ سلام کر کے ادب سے الگ ہوا
زیرِ نگیں فلک بھی دم تازو تگ ہوا ۷۵   انگشتری نعل کا خورشید نگ ہوا
یک دفعہ شش جہت میں عجب دھوم ہوگئی
پھر قدر عافیت کو بھی معلوم ہوگئی

گردش میں گرد گنبد دوّار ہوگیا   ہر آسمان کا دائرۂ پرکار ہوگیا
ثابت ہوا کہ قطب بھی سیار ہوگیا ۷۶   صحرا غبار خاطر کفار ہوگیا
اس رخش بادپا سے جدھر شاہ مڑ گئے
مردم تو کیا ہیں آنکھوں کے ڈھیلے بھی اڑ گئے

صدقے میں ذوالجناح پہ اور ذوالفقار پر   چلتے تھے دونوں مرضیٔ پروردگار پر
تاکید کی یہ رخش نے ہر نابکار پر ۷۷   ہاں غافلو! نظر کرو میرے وقار پر
رہوار شہسوارِ براقِ جناں ہوں میں
بعد اُس کے راہوارِ امامِ زماں ہوں میں

www.emarsiya.com

پہلا مرا سوار رسولِؐ کبار ہے   اور دوسرا بھی دوشِ نبیؐ کا سوار ہے
۷۸ گیسو حبیبِ حق کا اسی کی مہار ہے   عاجز نہ جانیو اُسے کُل اختیار ہے
پاؤں جو قہر طبع جنابِ امام میں
پامال شش جہت کو کروں ایک گام میں

جب یہ رجز پڑھا فرسِ نام دار نے   کھولی زباں برائے بیاں ذوالفقار نے
۷۹ بھیجا ہے عرش سے مجھے پروردگار نے   جوہر دکھائے ہیں شہِ دلدل سوار نے
کفار کے لہو میں جو میں غرق ہوتی تھی
خاتونِ کائنات مجھے آپ دھوتی تھی

اس کے جگر کا نیزے سے زخمی ہوا جگر   کھینچی نہ تیغ رہ گئے شہ آہ کھینچ کر
۸۰ کاٹے جو تم نے بازوئے عباسِ نامور   رکھا نہ ہاتھ قبضے پہ بس تھام لی سپر
توبہ کرو تو اب بھی مفر میں امان ہے
ورنہ یہ جان لو مرے حملے میں جان ہے

حیراں بیانِ تیغ سے چھوٹے بڑے ہوئے   اس گفتگو سے کان سپر کے کھڑے ہوئے
۸۱ غفلت کے پردے آنکھوں پہ جو تھے پڑے ہوئے   بولے کہ اب رہیں گے نہ ہم بے لڑے ہوئے
سرگرم لعیں فساد پہ بے شرم ہوگئے
اور اُس طرف کو تیغ و سپر گرم ہوگئے

نقارہ وغا پہ لگی چوب یک بیک   پڑتے ہی چوب گونج گیا رن بھی دور تک
۸۲ تیغیں بلند ہو کے دکھانے لگیں چمک   قرنا کا شور سنتے ہی تھرا گیا فلک
غل تھا دلیرو جان لڑانے کا وقت ہے
فن سپہ گری کے دکھانے کا وقت ہے

www.emarsiya.com

ہاں رستمانِ شام دمِ نام و ننگ ہے   شبیرؔ میں نرا شہِ مرداں کا ڈھنگ ہے
۸۳
ہاں نبردلانِ کوفہ بڑھو کیا درنگ ہے   شاہنشہ زمین و زماں محوِ جنگ ہے

بھر کر لہو میں شہ کو بڑا نام کیجیو

نام آوری ہو جس میں وہی کام کیجیو

دس ہاتھ میں ندا سے بڑھے دل جوانوں کے   استادہ تن پہ بال ہوئے پہلوانوں کے
۸۴
لچکی جو ڈانڈ پھل وہیں چمکے سنانوں کے   چلائے مل کے کانوں سے گوشے کمانوں کے

یاں تیغ نے جو تیز تری کی غلاف ہے

جن بولے کانپ کر وہ پری نکلی قاف سے

تلوار کا وہ خط وہ جوہر کا بندوبست   زنجیروں میں بندھا ہوا پھراتا تھا شیر مست
۸۵
جوہر تھے یا کہ تھے وہ نصرت کے زیب دست   لکھا تھا دفتروں میں اسی خط سے ہے شکست

لیتی تھی جائزہ تو کبھی رزم گاہ میں

پر چہرے فرد فرد کے تھے سب نگاہ میں

کیا تیغِ آب دار تھی جوہر سے خوش جمال   منجدھار میں کھڑی تھی پری کھولے سر کے بال
۸۶
جوہر تھے یا کہ سنبلہ کے بیچ میں ہلال   یا صاف آئینہ ہے وہ شمشیرِ بے مثال

جوہر کے جن خطوں پہ سراپا کمان تھے

اہلِ نگہ کے تارِ نگہ کے نشان تھے

لکھا ہے اک شجاع بڑھا فوجِ شام سے   لرزاں تھی روحِ سام کی جس کی حُسام سے
۸۷
پرویز کو گریز نہ تھی اس کے دام سے   ارکانِ روم کان پکڑتے تھے نام سے

جز محوِ کفر محض ہنر وہ دلیر تھا

منہ پر جھلم پڑی تھی کہ برقعے میں شیر تھا

www.emarsiya.com

یک پرتلہ زرنگار گلے میں پڑا ہوا　　قبضہ طلائی تیغِ رواں پر چڑھا ہوا
نقرہ سمند شیروں سے کشتی لڑا ہوا　　تیر وہ جس کی زد پہ یہ رستم کھڑا ہوا ۸۸
چار آئینہ سپر بدن تھا حصار میں
اندھیر اُس کی ڈھال سے تھا روزگار میں

ترکش میں تھی وہ نیش کہ دل ریش تھے دلیر　　گرز گراں وہ پیش زبردست جس سے زیر
پھل تیغ کا وہ قہر کہ پانی نہ مانگے شیر　　خنجر وہ برق قہر کہ گرتے لگی نہ دیر ۸۹
قبضے پہ ایک ہاتھ دھرے ایک باگ پر
یوں آیا نور حق پہ دھواں جیسے آگ پر

کافر نے بتوں کے لئے نام لاتعد　　چلائی ذوالفقار علی یا علی مدد
پھر شوم و بد بڑھا تو ملی لعنتِ ابد　　دینار کی طمع نے بھی دی نار کی سند ۹۰
دیکھا جو آفتاب نے اُس بے دریغ کو
آفت اُسے اور آب دی آقا کی تیغ کو

بجنے لگے جلاجل و قرنا بہ شدّ و مد　　حربے بھی حملے بھی کئے اُس نے بہ جدّ و کد
نیزے کی زد خدنگ کی زد تیغِ کیں کی زد　　مردانہ وار شہ نے کیئے وار اُس کے رد ۹۱
پھر آنکھ سے جو آنکھ ملائی حسینؑ نے
بنیادِ کائنات ہلائی حسینؑ نے

ہمت شقی کی چھوڑ کے رن بھاگنے لگے　　روبہ کی آنکھ بن کے ہرن بھاگنے لگے
منہ سے زباں مثالِ سخن بھاگنے لگے　　جان قطع کر کے رشتۂ تن بھاگنے لگے ۹۲
جھپٹے جو آپ رنگ پریدہ ٹھہر گیا
سر پر جو ذوالفقار چڑھی منہ اتر گیا

www.emarsiya.com

بیٹھی جو خود میں تو وہ سر میں سما گیا — سر گردنِ نجس میں مع خود آ گیا
۹۳
گردن چھپی جو سینے میں دل تھرتھرا گیا — بھاری تھا بوجھ موئے کمر پیچ کھا گیا

آنے میں خود سر کے سر مونہ بل پڑا
مانند آبلہ کفِ پا سے نکل پڑا

رخش اس کا ذوالجناح کی ٹکر جو کھا گیا — گھوما وہ یوں گھوڑے سے چکر میں آ گیا
۹۴
کاٹے جو پاؤں تیغ نے آرام پا گیا — اُڑ کر قدم جدا گیا اور سر جدا گیا

رہوار کے کٹے قدم و سر تو کیا ہوا
ناری کی خاک اُڑانے کی خاطر ہوا ہوا

رستم اُچھل کے قبر سے بولا ہنر یہ ہے — جنات وجد میں تھے کہ تیغ دو سر یہ ہے
۹۵
فرمایا حق نے کیوں نہ ہو کس کا پسر یہ ہے — ہاں میری فاطمہؑ کے شکم کا اثر یہ ہے

مولا جھکے سپاہ پہ ہوش و حواس سے
جوہر کی طرح صف پہ گری صف ہراس سے

شیرانہ صف بہ صف شہ صفدر رواں ہوئے — شمشیر میں دو شیر برابر رواں ہوئے
۹۶
اور وہاں سے پیشوائی کو یاں سر رواں ہوئے — پیکر برائے تیغ دو پیکر رواں ہوئے

عمرِ رواں تماشے کو پھر آئی راہ سے
روحوں کا غول لے کے چلی قتل گاہ سے

منقار کھول کر وہ عقاب قضا اُڑا — یعنی ہمائے تیغِ شہ لافتا اُڑا
۹۷
کعبہ پکارا طائرِ قبلہ نما اُڑا — رن پڑ گیا یہ رنگ رخِ اشقیا اُڑا

اُڑ اُڑ کے سن سے سوئے عدم دفعتن گئے
ہاتھ آستین سے پرِ پرواز بن گئے

www.emarsiya.com

غائب ہوئی زرہ جو بدن پر سے جل گئی — یونس پکارے جال کو مچھلی نگل گئی
۹۸ چار آئینہ لہو سے دھو کر نکل گئی — پتھر نگل کے لعل بدخشاں اُگل گئی

آئی جو منھ پہ بگاڑ کے سر کے بگاڑ پر
غل تھا تخی کی ناؤ چڑھی پہاڑ پر

دوزخ جدا و شعلۂ اختر جدا جدا — رہوار کے قدم سے نہ تھی ایک جا جدا
۹۹ خود و سر و دل و جگر و دست و پا جدا — سب لوٹتے تھے تیغ کے آگے جدا جدا

جوہر جو ذوالفقار سے بیرو جواں ہوئے
تیغوں سے لال مورچہ، جوہر رواں ہوئے

سیبِ بہشت رونق اسلام فتح جنگ — الماس تیغ شہ کا یہ تھا رنگ ڈھنگ سنگ
۱۰۰ چمکی جو یہ پرے پہ سواروں کے بے درنگ — یوں جی چھٹا سواروں کا تیغوں سے جیسے رنگ

پاؤں اٹھے سواروں کے واں سر سے خود میں
یا تھی یہ تیغ خود میں اور گاہ گود میں

ہر سر پہ تھی یہ تیغ دوسر سین کی طرح — اور نیش زن تھی قلب میں یہ شین کی طرح
۱۰۱ تھی فتح اس کے ساتھ تحسین کی طرح — قالب تھمے تھے راکبوں کے زین کی طرح

ناری ہر ایک قلزم آتش میں غرق تھا
قرب اس کا قہر حق تھا کہ گردش میں برق تھا

پارس تھی آب ہو کے ہوئی سب سے فزوں — بدلی تھی فوج شام کی رنگت گھٹا تھا خوں
۱۰۲ یاں سقف گرتی تھی واں پاؤں کے ستوں — پر نالا بن گیا تھا ہر اک دیدہ زبوں

اس سیف پر جو ضرب پڑی تھی لعینوں کی
ہر تیغ آب دار تھی جھڑی تھی لعینوں کی

www.emarsiya.com

چینیں جبیں کی طرح جبیں سے نکل گئی ‏ پائی جو راہ تنگ تو زیں سے نکل گئی
زیں اک طرف یہ حدِ زمیں سے نکل گئی ۱۰۳ جب سر اٹھایا چرخ بریں سے نکل گئی

گردن سے سر لیا کسی قالب سے دم لیا
بس دم لیا تو تیغ دو دم نے یہ دم لیا

یک وار میں سواروں کے سر پر سوار تھی ‏ مثل اجل پیادوں کے سر پر سوار تھی
گہہ پیش و پس تھی گاہ یمین و یسار تھی ۱۰۴ جو اس کے سامنے تھا یہ خدمت گزار تھی

حیراں برش نے اس کے ہر یک تیغ کو کیا
چار آئینے میں اپنے ہی سائے کو دو کیا

آنکھوں میں خواب راحت عیش و طرب دو نیم ‏ دل میں خیال کلفت و رنج و تعب دو نیم
ساعت زمانہ وقت گھڑی روز و شب دو نیم ۱۰۵ اک ضربِ ذوالفقار سے تھے سب کے سب دو نیم

ساعت بھی دو سلاح بھی دو جسم و جاں بھی دو
ہونٹوں کی طرح بات بھی دو اور زباں بھی دو

ہر شیر مثل آہوئے وحشی رمیدہ تھا ‏ بسمل ہوا میں طائرِ رنگ پریدہ تھا
کڑیوں میں خون رگوں کی طرح چکیدہ تھا ۱۰۶ جو حلقۂ زرہ تھا وہ حلقِ بُریدہ تھا

اعدا کا زہرا کیا لہو آب ہوگیا
میدانِ جنگ مذبحِ قصاب ہوگیا

قبضے میں اپنے تیغ دکھاتی تھی جزو کل ‏ گہہ موج گہہ سمندر و گہہ طاق و گاہ پُل
گہہ سیل کی صدا گہے طوفان کا وہ غل ۱۰۷ گہہ شعلہ گاہ اوس گہہ باغ و گاہ گل

غل تھا کہ دھوپ دیکھنے کو سب ترستے ہیں
چھایا ہے ابرِ تیغِ علیؑ، سر برستے ہیں

www.emarsiya.com

شکل سلخ عجب تہ تیغ دوسر بنی ہر تیغ کٹ کے رہروئے فوج عمر بنی
انگشتری کا حلقہ کماں سہم کر بنی خالِ رخِ سیاہ ستم گر سپر بنی ۱۰۸
جس نے اٹھائی تیغ گرا خود زمین پر
آبرو کی طرح از کے گی یہ جبین پر

ناگاہ غل اٹھا کہ دوہائی ہے یا حسینؑ قہرِ خدا پہ زور نمائی ہے یا حسینؑ
کس کو مجال عہدہ برائی ہے یا حسینؑ حقا تمہارے گھر میں خدائی ہے یا حسینؑ ۱۰۹
دکھلا چکے جلال رحمی دکھایئے
اب کبریا کی شان کریمی دکھایئے

اللہ رے رحم تیغ کو روکا امام نے دنیا سے ہاتھ اٹھایا شہ تشنہ کام نے
اور دست بستہ پیک اجل آیا سامنے پھر ہر طرف سے گھیر لیا فوجِ شام نے ۱۱۰
تیروں کا یوں ہجوم تھا زخموں کے باغ پر
جیسے ملخ چمن پہ پتنگے چراغ پر

ناگاہ آیا سامنے خوئی بے حیا جوڑا کماں میں تیر سہ پہلو بے خطا
بالکل بجھا تھا زہر میں وہ ناوک جفا چھٹتے ہی وہ جگر پہ لگا وا مصیبتا ۱۱۱
ہرنے پہ سر جھکا شہ عالی خصال کا
چہرہ بھی سبز ہوگیا زہراؑ کے لال کا

لکھا ہے جب جگر پہ لگا تھا یہ تیر آہ زینبؑ کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ باحالتِ تباہ
چلّائی ہائے کیا ہوئے بھائی کے خیر خواہ ہے ہے تڑپ رہے ہیں امام فلک پناہ ۱۱۲
عباسؑ اُن کو لے آتے کہ اکبرؑ سنبھال لے
کوئی جگر سے تیر سہ پہلو نکال لے

ناگہ امام پاک گرے فرشِ خاک پر نکلے جو تیر زور سے تڑپے دل و جگر
۱۱۳
ٹھاو رکھا برلب جراحت جھکا کے سر جب سر جھکا لہو سے تو کی ریش پاک تر

پوچھا جو ظالموں نے کہا یہ زبان سے

فردوس میں ملوں گا یوں ہی نانا جان سے

اس دم برائے ذبح بڑھا شمر نابکار منھ پر نقاب پاؤں میں موزے پہنے چکمہ دار
۱۱۴
دستِ جفا میں خنجر بُرّاں وہ شعلہ بار آگے ادب کی جا ہے کروں کیا میں آشکار

شیعو تمہیں بتاؤ کہ کیسے جہاں پھرا

موزے کہاں دھرے گئے خنجر کہاں پھرا

غل تھا جمال سیّد ابرار دیکھ لو سیدانیوں حسینؑ کا دیدار دیکھ لو
۱۱۵
سیّد کے خوں بھرے ہوئے رخسار دیکھ لو سینے پہ شمر حلق پہ تلوار دیکھ لو

شہرگ کا خون خنجر کیں سے ٹپکتا ہے

اور موت کا پسینہ جبیں سے ٹپکتا ہے

سینے پہ شمر بیٹھا ہے اور دل اُچھلتا ہے خنجر علیؑ و فاطمہؑ کے دل پہ چلتا ہے
۱۱۶
فریاد ہے کہ زیست کا نقشہ بدلتا ہے لیسین پڑھو حسینؑ کا اب دم نکلتا ہے

زہرؑا سے کہہ رہے ہیں نبیؐ شور و شین سے

محسن کو دے مجھے تو لپٹ جا حسینؑ سے

اس وقت چھاتی دیکھنے والوں کی پھٹتی تھی یہ ظلم ہو رہا تھا کہ دنیا اُلٹتی تھی
۱۱۷
زہرؑا تو بار بار گلے سے لپٹتی تھی اور زیرِ تیغ گردنِ شبیرؑ کٹتی تھی

جا رہی تھی یہ صدا کہ نبیؐ کا نواسا ہوں

اے شمر پانی پانی میں پیاسا ہوں پیاسا ہوں

www.emarsiya.com

وہاں رن میں فرشتوں کے نوحے تھے دم بہ دم درواز ے پہ ٹھہرے ہوئے روتے تھے یاں حرم
۱۱۸
سر پر فلک گرا تھا اٹھتے نہ تھے قدم منھ فق حواس باختہ اور گردنیں تھیں خم
جاتے تھے قتل گاہ کو نہ خیمے گاہ کو
مر مر کے بے چین ڈھونڈتے تھے شاہ کو

ناگاہ پیچھے ہٹ کے سکینہ نے یہ کہا اماں غضب ہوا پھوپھی اماں غضب ہوا
۱۱۹
ہے ہے غضب ہوا پھوپھی اماں غضب ہوا کٹتا ہے سوکھا حلق میں اس حلق کے فدا
خالق مرے بچا لے شہ مشرقین کو
میں اپنی عمر دیتی ہوں بابا حسینؑ کو

قابو میں موت کے ہیں مرے پیارے بابا جان پاؤں رگڑتے ہیں مرے دکھیارے بابا جان
۱۲۰
کس دکھ میں پھنسے مرے درد کے مارے بابا جان خیمے کے مڑ کے کرتے ہیں نظارے بابا جان
کس بیکسی سے سید والا تڑپتے ہیں
میں صدقے ہو گئی مرے بابا تڑپتے ہیں

لوں نام اُن مقاموں کا کیونکر زبان سے مانند عرش تھے وہ بلند آسمان سے
۱۲۱
رہ رہ کے حشر اٹھتا تھا دونوں جہان سے سر پیٹ کے مصطفےٰ نکل آئے جنان سے
شبیرؑ کے گلے سے جو زہرا لپٹ گئی
سمجھا یہ آسمان و زمین اب الٹ گئی

چلائے مصطفےٰ کہ ٹھہر اے لعین ٹھہر سہوا یہ ظلم کرتا ہے تو جان جان کر
۱۲۲
دریافت کرلے اوروں سے گر تو ہے بے خبر ہے ہے یہ کس غریب کا تو کاٹتا ہے سر
ہاں ہاں یہ میری فاطمہ کا نورعین ہے
میرا حسینؑ ارے میرا حسینؑ ہے

www.emarsiya.com

بس بس یہ بے گناہ ہے یہ بے گناہ ہے   خالق گواہ مخبرِ صادق گواہ ہے
موزے کے نیچے گنجِ علوم الٰہ ہے   ۱۲۳ خنجر جہاں دھرا ہے مری بوسہ گاہ ہے
تو کاٹتا ہے حلق وہ کہتا ہے پیاس ہے
کیوں بے لحاظ کیوں یہی مہماں کا پاس ہے

نام و نسب کچھ اپنا بتایا ہے یا نہیں   جامہ عمامہ میرا دکھایا ہے یا نہیں
خلقِ حسنؑ حسینؑ نے پایا ہے یا نہیں   ۱۲۴ مثلِ رسولؐ جسم میں سایا ہے یا نہیں
سایہ اگر نہیں تو یہ کُل کا امام ہے
قتلِ امام قتلِ رسولؐ انام ہے

کل حق کی کائنات میں یہ یک سہارا ہے   لے تو ہی کہہ نہیں یہ پیمبرؐ کا پیارا ہے
امت نے کس نبیؐ کے نواسے کو مارا ہے   ۱۲۵ اس کو نہ ذبح کر یہ نواسا ہمارا ہے
دعائیں یا نزع میں یٰسین پڑھتے ہیں
یا سر پہ تیغ رکھتے ہیں سینے پہ چڑھتے ہیں

یہ یہ سُنا نہ شمر نے یہ نوحۂ رسولؐ   اور کاٹنے لگا وہ سرِ دلبرِ بتولؑ
آئی ندا نجات نہ ہو ملعون کو حصول   ۱۲۶ سب سُن کے مطمئن سا ہوا شہ کا دل ملول
پر یادِ اہلِ بیت کے رنج و قلق ہوئے
یوں تڑپے زیرِ تیغ کہ سب زخم شق ہوئے

جو رگ کٹی گلے کی یہ پیدا ہوئی صدا   اے زینبؑ آہ بعد مرے کون ہے ترا
اے عابدؑ آہ کون تجھے دے گا اب دوا   ۱۲۷ اے بانو آہ آج ہوئے گی تو بے ردا
حیف اے سکینہؑ حیف برائے غم چلے
بی بی نہ ملنے پائیں زمانے سے ہم چلے

www.emarsiya.com

خنجر سے جب تمام کٹا حنجر حسینؑ ٹھنڈا تڑپ تڑپ کے ہوا پیکر حسینؑ
پکڑے شقی نے موئے سر انور حسینؑ ۱۲۸ تکبیر کہہ کے خاک پہ رکھا سر حسینؑ
بجوائیں نوبتیں عمر روسیاہ نے
تکبیر تین بار کہی فرق شاہ نے

وحش و طیور حور و ملک نوحہ خواں ہوئے ہلنے لگی زمیں سیاہ آسماں ہوئے
گر گر زمیں پہ خیمے کے قبّے طپاں ہوئے ۱۲۹ زینبؑ پکاری قتل مرے بھائی جاں ہوئے
وارث نہیں ہے کوئی بدن پاش پاش کا
اسباب اب لٹے کا برادر کی لاش کا

تھا رن میں شہ کی لاش پہ انبوہِ اشقیا سر کا عمامہ اخنس ملعوں نے لے لیا
اُڑنے لگے حسینؑ کے گیسوئے پُر ضیاء ۱۳۰ لی دارمی نے تیغِ شہنشاہ اوصیا
نے تاج نے لباس نہ عمامہ رہ گیا
باقی بدن میں ایک پھٹا جامہ رہ گیا

پر بحر ابن کعب نے مطلق نہ کی حیا آتی ہے شرم اور مفصّل کہوں میں کیا
بالکل کیا برہنہ تن شاہِ کربلا ۱۳۱ لاشے نے ہاتھ اٹھا کے یہ کی حق سے التجا
عریاں کیا ہے فاطمہؑ کے نورِ عین کو
یا ساتر العیوب چھپا لے حسینؑ کو

غزل نگاری:-

بحر درویشی ہے طریقہ رسولؐ اللہ کا باندھئے تسمہ کمر میں بسم اللہ کا
تارکِ دنیا کسی ملت میں بیگانہ نہیں لاکھ گلیوں میں گزرتا ہے فقیر اللہ کا
چھپ گیا کمل میں ابراہیم کا روز سیاہ رکھ لیا درویش کے خرقے نے پردہ شاہ کا